

کسریٰ کے
کنگن
مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مفتی محمد فیض احمد اویسی
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﷺ

کِسریٰ کے کنگن

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَا بِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ

امـا بـعـد! یہ مضمون ''نشانِ قدرت'' کے عنوان میں، بصورت رسالہ شائع ہو چکا ہے اب پھر اسی معجزہ کو دوسرے طریق سے ''کِسریٰ کے کنگن'' کے نام سے موسوم کرتا ہوں۔

وَمَاتَوۡفِيۡقِیۡ اِلَّا بَاللّٰهِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِيۡمِ

وَصَلَی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلےٰ حَبِيۡبِهِ الۡکَرِيۡمِ وَعَلیٰ آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعَيۡنَ بِرَحۡمَتِكَ يَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِيۡنَ

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۳ شعبان المعظم ۱۳۹۱ھ

بہاولپور، پاکستان۔

مقدمہ

مکے کی آبادی سے دور گھاٹی میں ہونے والے معاہدہ عقبہ کی خبر دن چڑھتے ہی اہلِ مکہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی جس شخص نے اس واقعے کی خبر قریش کو دی تھی وہ کسی کام سے گھاٹی کی طرف آیا تھا اس نے تمام باتیں سُن لیں تھیں۔اس نے محض قریش ہی کو ان باتوں سے آگاہ نہیں کیا بلکہ یثربی معاہدین کو بھی ترغیب دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ کیے گئے اس عہد کو توڑ دیں۔اور پھر قریش میں سے کچھ خزرجیوں کی قیام گاہ پر آئے اور انہیں ملامت کی غیر مسلم خزرجیوں نے قسمیں کھا کھا کر انہیں یقین دلایا کہ وہ اس معاہدے سے قطعاً بے خبر ہیں۔مزید تحقیق کے بعد قریش کو یقین ہو گیا کہ معاہدے کی خبر درست ہے انہوں نے اہلِ یثرب کے تعاقب کا ارادہ کیا لیکن ان میں صرف حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ہاتھ آئے اور وہ انہیں اذیتیں دینے لگے یہاں تک کہ جبیر بن مطعم اور حارث بن امیہ نے انہیں اپنی پناہ میں لے لیا۔جبیر حارث سفر شام کے دوران حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے۔قریش اہلِ یثرب کے اس معاہدے کے سخت خلاف تھے آغازِ نبوت سے اس معاہدے تک تیرہ برس بیت چُکے تھے اور اہلِ مکہ یہ جان

چکے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو تائید الٰہی اور نصرت غیبی حاصل ہے اور راہِ حق میں ثابت قدم ہیں اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے وہ اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کرتے ۔شعیب ابی طالب میں دو تین برس کی محصوری کے بعد انہیں یقین آ گیا تھا کہ وہ مسلمانوں پر غالب آ جائیں گے اور نبی کریم ﷺ کے پیروکاروں کی تعداد بھی بڑھنے نہ پائے لیکن اس معاہدے نے ان کی یہ امید خاک میں ملا کر رکھ دی اب قریش کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں مسلمان ہم پر غلبہ نہ پالیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان ہمارے بتوں کی مذمت زیادہ بے باکی اور آزادی سے کرنے لگیں وہ سوچ رہے تھے کہ اگر اس انقلاب کو جس کے آثار انہیں دکھائی دے رہے تھے ابتداء ہی میں روکا نہ گیا تو آگے چل کر انہیں لینے کے دینے پڑ جائیں گے ۔

قریش تو اس فکر میں تھے کہ نبی کریم ﷺ کو شکست دیں اور آنحضرت ﷺ کو یقین تھا کہ جو راہ خدا نے کھولی ہے وہ دینِ حق کی برتری اور وہ فروغ کی راہ ہے ۔بحر حال اس سلسلے میں قریش سے جب بھی مقابلہ ہوگا سخت ترین ہوگا ۔اس سے فریقین کی قسمت کا فیصلہ ہو جائے گا ۔ظاہر تھا کہ اس معرکہ میں راست بازوں کو غلبہ یقینی تھا ۔

معاہدہ عقبہ کے بعد آنخضرت ﷺ نے مسلمانوں کو عام اجازت دیدی کہ وہ جُدا جُدا جب بھی مناسب سمجھیں مدینہ کی جانب ہجرت کر جائیں تا کہ قریش ان کی جانب متوجہ نہ ہوں اور کسی قسم کا ہنگامہ برپا نہ ہو چنانچہ نبی کریم ﷺ کے اس حکم کی تکمیل شروع ہوگئی اور ادھر قریش کو مسلمانوں کی ہجرت کی خبر مل گئی تھی وہ مسلمانوں کو مدینہ کی راہ سے پکڑ لاتے اور اذیتیں دیتے بات اس سے آگے نہ بڑھ پاتی اس لئے وہ خود خائف تھے کہ کہیں مکہ میں خانہ جنگی شروع نہ ہو جائے اور پھر وہ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ ابھی مکہ ہی میں رہیں گے یا مدینہ تشریف لے جائیں گے ۔ہجرت حبشہ کے دوران حضور ﷺ خود مکہ ہی میں تشریف فرما رہے تھے غرض آپ ﷺ کے ارادے کا کسی کو علم نہ تھا ۔

ایک دن سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے ہجرت کی اجازت طلب کی آپ ﷺ نے فرمایا جلدی نہ کیجئے شاید خدا آپ کے لئے کوئی رفیقِ سفر پیدا کر دے اس کے باوجود قریش کو آپ ﷺ کی متوقع ہجرت کا اندیشہ ضرور لاحق تھا ۔ادھر مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا تھا قریش خوف زدہ تھے اگر حضور ﷺ تشریف لے گئے تو حالات خطرناک صورت اختیار کر لیں گے ممکن تھا کہ اہلِ مدینہ مکہ پر چڑھائی کر دیں ان کی راہِ تجارت قلع کر دیں یا اہلِ مکہ کو محصور کر کے بھوکا مار دیں جس طرح وہ مسلمانوں کو محصور کر چکے تھے انہیں یہ اندیشہ تھا کہ اگر آنحضرت ﷺ کو ہجرت سے روکا گیا تو اہلِ مدینہ اپنے نبی کی مدد کیلئے مکہ پر چڑھ دوڑیں گے ۔اس لئے بہتر ہے کہ آپ ﷺ کو نعوذ باللہ ہلاک کر دیا جائے ۔(قاسم برہمن)

قریش اس سلسلے میں اس قدر پریشان تھے کہ کسی ایک رائے پر وہ متفق ہی نہ ہوتے تھے۔آخر مشورے کے بعد دارالندہ میں ایک اجتماع ہوااس مجلس میں کسی نے رائے دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قید با مشقت کی سزادی جائے حتٰی کہ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوجائے لیکن کسی نے بھی ان سے اتفاق نہ کیا کسی نے رائے دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدرِ وطن کر دیا جائے لیکن اس تجویز کو یہ کہہ کر روک لیا گیا کہ اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ چلے جائیں گے اور پھر اہلِ مدینہ کے ساتھ مل کر مکہ پر یلغار (حملہ) کردیں گے باالآخر بڑی ہی روکد کے بعد یہ طے پایا کہ ہر قبیلے کا ایک نوجوان جمع ہوکر یکبارگی آپ پر ٹوٹ پڑیں اور آپ کو ہلاک کردیں۔(حاکم برھن)

اس طرح آپ کا خون سب کی گردن پر رہے گا بنی عبد مناف جو تمام قبائل سے بیک وقت لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے مجبوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہا لینے پر رضا مند ہو جائیں گے۔اور قریشی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آسودگی والی زندگی گذار سکیں اس رائے پر بھی سب ہی نے اتفاق کرلیا اور قریش کو ایک بار پھر امید بندھ گئی ان کے اتحاد کی بنیادیں جو متزلزل ہوچکی ہیں ازسرِنو استوار ہو جائیں گی۔

ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے عزائم کی اطلاع مل گئی اور دارالندوہ میں طے شدہ قتل کے منصوبے کا بھی علم ہوگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کیلئے دو اونٹ تیار کر رکھے تھے مسلمانوں کی اکثریت مدینہ کو ہجرت کرچکی تھی اور وہ بہت تھوڑے تھے جو کسی نہ کسی مجبوری کے باعث ترک وطن نہ کرسکے تھے اس اثناء میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حکم وحی کے منتظر تھے آخر وحی نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت مل گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر پہنچے اور حکمِ الٰہی سے آگاہ فرمایا اور انہیں بھی رختِ سفر باندھنے کا حکم دیا اس بات میں شبہ نہ تھا کہ مکہ سے روانگی کے فوراً بعد قریش تعاقب ضرور کریں گے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غیر معروف راستے سے سفر کرنے کا ارادہ کیا قریش کے قتل پر مامور نوجوان رات بھر اس ٹوہ میں رہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے نہ جائیں،ہجرت کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ بھی وہ امانتیں ان کے سپرد کیں کہ وہ جن کی ہیں ان کے حوالے کرکے مدینہ آجائیں۔

اس رات قریش ایک سوراخ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر محو استراحت (آرام میں) دیکھ کر مطمئن ہوگئے تھے۔نصف شب کے قریب آپ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے اور پھر ان کی معیت میں غارِ ثور کی رُخ فرمایا اس سمت سفر کا قریش کو گمان تک نہ تھا۔سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مکہ والوں کی

چہ مگوئیاں سننے اور رات کو غارِ ثور میں آ کر اطلاع دینے کا حکم دیا۔ تین دن حضور اکرم ﷺ اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ غارِ ثور میں مکیں رہے۔ ادھر جب قریش نے آپ ﷺ کو مکہ میں نہ پایا تو انہوں نے سو اونٹ اس شخص کے لئے انعام مقرر کیا جو رسول اکرم ﷺ کو ان کے پاس لے آئے اور قریش کے چند لوگ ابوجہل کے ہمراہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے گھر پہنچے اسماء رضی اللہ تعالٰی عنہا بنت صدیق کا بیان ہے کہ میں ان کے بلانے پر گئی انہوں نے پوچھا تمہارا باپ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کہاں ہے؟ میں نہ کہا علم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ اس پر ابوجہل نے میرے گال پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ میرے کان کی بالی زمین پر گر پڑی اور وہ چلے گئے تیسرے روز جب رسول اکرم ﷺ کو پتہ چلا کہ قریش انتقامی جذبے پر ڈٹی رہی تو آپ ﷺ عازم مدینہ (مدینہ جانے ہجرت کے لئے پرعزم) ہوئے۔ آپ نے تین اونٹ ہمراہ لئے اور روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کو یہ بھی علم ہو گیا کہ کچھ قریشی جوان تعاقب میں ہیں لہٰذا آپ نے ایک غیر معروف راستہ اختیار کیا پوری رات اور دن کا کچھ حصہ آپ ﷺ نے سفر جاری رکھا۔

آپ ﷺ کو مقررہ انعام کا بھی پتہ چل چکا تھا اس لئے احتیاط لازمی تھی ظاہر ہے کہ انعام کے لالچ میں لوگ کیا کچھ نہیں کر گزرتے۔ ادھر کسی راہرو (مسافر) نے مکہ میں قریش کو آ کر اطلاع دی کہ اس نے راستے میں تین شتر سوار (اُونٹ سوار) دیکھے ہیں کہتے ہیں کہ سراقہ بن مالک بن جشم بھی اس محفل میں موجود تھا اس خیال سے کہ سو (۱۰۰) اونٹ وہ کیوں نہ اکیلا حاصل کر لے بولا تو نے جن سواروں کو دیکھا ہے وہ تو کسی اور قبیلے کے تھے جو میرے سامنے سے گذرے تھے۔ سراقہ کچھ دیر رکنے کے بعد اپنے گھر واپس لوٹا اور ہتھیار سنبھال کر اور گھوڑے کو آگے بھیج کر چل دیا۔ کچھ دور جا کر گھوڑے پر سوار کی بتائی ہوئی راہ پر سرپٹ ہو لیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ مکہ میں آنے والے کی ملاقات سب سے پہلے سراقہ سے ہوئی اور اس نے کہا ارے بھائی سو (۱۰۰) اونٹ انعام میں لو گے؟ مجھے تو بیس (۲۰) اونٹ ہی مل جائیں تو بڑی بات ہے، سراقہ نے کہا۔

تو پھر اُٹھو بیشتر اس کے کہ کسی اور کو پتہ چلے میرے ساتھ چلو ہم دونوں مل کر قریش کی شرط پوری کئے دیتے ہیں سو (۱۰۰) اونٹ ہمیں مل جائیں گے جنہیں ہم آپس میں آدھے آدھے بانٹ لیں گے میں یہ بات صرف تمہی کو بتا رہا ہوں میں نے راستے میں تین شتر سوار یثرب کی طرف جاتے دیکھے میرا خیال ہے کہ وہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی ہیں یہ بڑا اچھا موقع ہے اور دونوں مل کر کوشش کریں۔

سراقہ یہ سن کر دل ہی دل میں بہت خوش ہوا اور سوچنے لگا پتہ تو چل ہی گیا ہے تو کیوں نہ اکیلے ہی سارا انعام

حاصل کیا جائے فوراً بولا ارے دیوانے ہو گئے ہو کیا؟ کہاں کے خواب دیکھ رہے ہو تین دن سے قریش نے اپنی ساری کوشش کرلی ہے ہر راستے کی خاک چھان ماری آخر عاجز ہو کر بیٹھ گئے ہیں بھائی میرے وہ تو فلاں قبیلے کے جوان تھے جو اپنے گمشدہ جانور تلاش کرنے نکلے ہیں انہیں دیکھ کر تمہیں غلط فہمی ہو گئی ہے شاید۔

اچھا ممکن ہے ایسا ہی ہو اس شخص نے منہ لٹکاتے ہوئے کہا اور مکہ میں داخل ہو گیا۔ سراقہ کو چین کہاں تھا رات سر پر آ چکی تھی مگر نیند آنکھوں سے دور تھی رات ہی کو گھوڑے پر سوار رسول اللہ ﷺ کی گرفتاری کا ناپاک ارادہ لے کر مدینہ کی جانب سرپٹ چل دیا۔ لیکن دور دور تک اسے کسی شتر سوار کا نشان تک نہ ملا۔ بلآخر صبح ہوئی دھوپ اور حدت بڑھنے لگی لیکن سراقہ تھا کہ رکا نہیں اسی عالم میں دوپہر ہو گئی پیاس سے بے تاب حلق سوکھ کر کانٹا ہو جا رہا تھا۔ مایوسی بڑھتی تو گھوڑے کی رفتار کم کر دیتا۔ اور جب انعام کے لالچ کا غلبہ ہوتا تو گھوڑے کو پھر سے سرپٹ دوڑانے لگتا۔ رسول ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں سستانے اور کھانے کے لئے ایک بڑے سے پتھر کی آڑ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سراقہ امید کی کشمکش میں تھا کہ اس کی نظر آپ ﷺ پر پڑی اس کی بھوک اور پیاس تھکان، اور مایوسی سب دور ہو گئے اور پورے جسم میں جیسے نیا خون دوڑ گیا وہ تیزی سے پتھر کی جانب بڑھا۔ رفیقِ راہ ہجرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سراقہ پر نظر پڑی تو آپ پریشان ہو گئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ دشمن نے ہمیں پالیا ہے۔ ابوبکر غم نہ کرو یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور پھر تاجدارِ رسالت ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیے۔

رفیقِ ہجرت کا بیان ہے کہ اب جو میری نظر پڑی تو دشمن سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنسا ہوا تھا اور سوار کود کر زمین میں پڑا ہو چلا رہا تھا۔ اے محمد ﷺ میں جانتا ہوں کہ یہ سب آپ کی وجہ سے ہے کہ آئندہ ایسا لالچ نہ کروں گا۔ آپ ﷺ دعا کریں کہ مجھے اور میرے گھوڑے کو اس حالت سے نجات مل جائے۔ اے سراقہ! اس وقت تمہارے دل کا کیا حال ہوگا جب تمہیں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے سراقہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے مسکرا کر فرمایا رسولِ خدا ﷺ مدینے کی جانب چل پڑے اور سراقہ واپس مکہ کی جانب چل دیا۔ اُس نے تو بڑی بڑی امیدیں باندھی تھیں بڑے بڑے منصوبے باندھے تھے۔ سو اونٹوں کا مالک ہوتا تو فخر کی بات تھی۔ قریش ہی نہیں قرب و جوار کے قبائل مجھے دیکھتے اور مبارک دینے آئیں گے۔ میں بھی بڑے لوگوں میں شمار ہوں گا عرب کے شعراء میرے قصیدے پڑھیں گے جن میں میری شجاعت اور دلیری کی داد دیں گے سب سے بڑی اونچی بات یہ ہے کہ مجھے ایک عظیم کارنامہ کا فخر حاصل ہوگا مگر اب سراقہ کو سوائے بھاگ دوڑ کے کچھ حاصل نہ ہوا وہ تو خیریت گذری کہ جان بچ گئی ورنہ

گھوڑے سمیت خود بھی دھنس گیا ہوتا وہ مکہ کی جانب ناکام ہی لوٹ رہا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امان بھی دی تھی اور اس نے وعدہ کیا تھا کہ مکہ سے ان کے تلاش میں ہر آنے والے کو غلط سمت ڈال دے گا۔

معاً وہ چلتے چلتے چونک گیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسریٰ کے کنگن پہنانے کا وعدہ کیا ہے بھلا کیونکر اور کیسے ہوسکتا ہے خود ان کا اپنا حال تو یہ ہے کہ اپنی قوم کی وجہ سے ترکِ وطن پر مجبور ہو گئے۔ بے آب و گیاہ میں تپتے ہوئے صحراء میں ایک پتھر کی آڑ میں دُبکے بیٹھے تھے سوائے ایک کے کوئی اور ساتھی یار و مددگار بھی نہ تھا اور پھر تین چار روز سے نہ جانے کس غار میں چھپے بیٹھے تھے کیا یہ غار کسریٰ کے عظیم مالک اور بے پناہ طاقت کو اپنے اندر ہضم کر لے گا؟ کیا یہ آب و گیاہ تپتا ہوا مختصر سا صحراء کسریٰ کے وسیع و عریض سرسبز شاداب باغات اس کی غیر محدود املاک اور دریاؤں نہروں پر غالب آ جائے گا کیا یہ دو مہاجر کسریٰ کے بے پایاں دولت اور اس کی لاکھوں افواج پر غالب آسکیں گے؟

یہ سب کچھ سوچتے سوچتے وہ گردن جھٹک کر پاگلوں کی طرح بے تحاشا قہقہے لگانے لگا اور پھر کچھ دیر کے بعد بڑبڑانے لگا نہیں ہرگز نہیں اگر سارا عرب متحد ہو جائے یہ تمام قبائل یکجا ہو کر بھی کسریٰ کے خلاف جنگ کریں تو اس کا بال بیکا نہیں کرسکیں گے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ سارے عرب بھی ایک محاذ جمع نہیں ہو سکتے مفرو قحطان بکر و تغلب اور جبس زیبائی کو بھلا کون یکجا کرسکتا ہے؟ کیا خوب وعدہ کیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تو اس قوم سے بھی نہ نپٹ سکے جس میں پیدا ہوئے اور میرے لئے کسریٰ کے کنگنوں کا وعدہ میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آتا۔ ساری قوم سے لڑائی مول لی ہے اس طرح مجھے بھی پریشان کر گئے ہیں کسریٰ کا ملک اور کنگن تو کیا اس طرح کا خیال بھی ہمارے لئے جنوں سے کم نہیں سراقہ ایک بار پھر پاگلوں کی طرح قہقہہ لگا رہا تھا۔

وقت گذرتا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا سراقہ بھی ایمان لے آیا اور پھر وہ دن آیا کہ جب سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقرر ہوئے اور ان کے پردہ کرنے پر سیّدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہیں سراقہ وہ دشمن رسول نہیں بلکہ وہ اب صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہیں دولتِ ایمان سے مالا مال ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں میں سے ایک عمر نے ابھی تک وفا کی ہے اور بقید حیات ہیں اس عمر میں انہیں شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کسریٰ کی کنگن والی بات یاد بھی نہ رہی ہو ممکن ہے انہوں نے ان کنگنوں کے پہننے کا تصّور بھی نہ کیا ہو کہ ایک دن گرمیوں کی ایک تپتی ہوئی دوپہر میں سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں آرام کر رہے تھے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد دروازے پر آیا۔

سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت قاصد کے ہمراہ دربارِ خلافت میں پہنچے ہیں فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا ہے اور وہ داہنے ہاتھوں میں کچھ لئے بیٹھے ہیں سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ نہ سکے کسریٰ کی عظیم سلطنت فتح ہو چکی ہے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

سراقہ کیا تمہیں اس غار اور پتھر کی آڑ میں بیٹھے ہوئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کنگن اور کسریٰ کی بات یاد ہے؟ دیکھو اللہ نے اسلام کو کسریٰ کے ملک پر غلبہ عطا فرمایا ہے اور جان لو اور پھر سیّدنا عمرِ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے کسریٰ کے کنگن پہنا دئے اور فرمایا: یہ کنگن اب تمہارے ہیں۔ اللہ اکبر! بے شک تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اس نے یہ کنگن کر بی منن ہرمز کے ہاتھوں سے اتروا کر بنی عدلیج کے ایک اعرابی سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دئے۔ اے سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھو وہی بے یار و مددگار مہاجر اس کسریٰ اور قیصر پر غالب آ گئے ہیں جن کا دنیا میں کوئی ہمسر نظر نہ آتا تھا اے سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھو آج وہی غار شام و عراق پر غالب آ گیا اور وہی صحراء دنیا پر چھا گیا۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۳ شعبان المعظم ۱۳۹۱ھ

بہاولپور، پاکستان۔

☆......☆......☆